

## شاہنامہ فردوسی اور اس کے تراجم کی برصغیر میں مقبولیت

### Acceptability and Popularity of *Shāhnāmeḥ Firdowsī* and Reception of its Translations in the Subcontinent

Dr. Amber Yasmin

*Assistant Professor, Department of Persian, NUML, Islamabad*

#### Abstract

Among the poets of past thousand years, nearly ten have remained successful in maintaining their reputation and becoming immortal. Ferdowsi and his Shahnameh are as bright as stars in the literary sky. Ferdowsi is not only known as a great poet but also a famous, wise, thoughtful leader and teacher of Iranian Nation. Moreover, he is also recognized for portraying the immorality of an individual's freedom, independence and honor of the nation. Universal fame and acceptance of Shahnameh has honored every Iranian. The present study aims at finding answers to how Ferdowsi cleared the Concept of Iran and Iranians in literary circle worldwide through his Shahnameh? Who translated Ferdowsi's beliefs and convictions to bring them to the world? In this article, acceptance, significance of Shahnameh and its translations in subcontinent will be discussed in detail.

**Key Words:** Ferdowsī, Shāhnāmeḥ, Subcontinent, Translations, Iranian Culture, Global popularity

مقدمہ

برصغیر میں فارسی زبان و ادب کی گرانقدر نگارشات موجود ہیں لیکن ہمارے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ ان پر ارزش کاموں کو اپنی نئی نسل تک کیسے منتقل کیا جائے؟ تا کہ آج کی نسل ماضی کے ادبی ورثے سے آشنا ہو سکے۔ آج کے وحشت زدہ معاشرے میں ہمیں اپنے قدیم ادب کی طرف لوٹنے اور اپنے کلاسیکی ادب کو محفوظ رکھنے کے لیے ترجمے کی اشد ضرورت ہے تا کہ ہماری نئی نسل شاہنامہ جیسے مفید، پر حکمت، اخلاقیات اور نصیحت پر مبنی بیش بہا خزانوں سے آشنائی حاصل کر سکے اور موجودہ

عدم برداشت کے ماحول میں اخلاقیات اور شائستگی کی طاقت کو ناصرف جان سکے گی بلکہ اس سے متاثر ہو کر معاشرے کے طاقتور اور نتیجہ خیز شہری بھی بن سکیں۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو اس سلسلے کے علمبردار کہے جاسکتے ہیں، جو شاہنامہ کے تراجم میں آگے تھے اور شاہنامہ کی سبق آموز اور متاثر کن کہانیوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے پہل کی زمانے کو پیش کیا، مقالہ ہذا میں ان لوگوں کا تعارف ادبی دوستوں کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

"شاہنامہ محض ایک ضخیم کتاب نہیں ہے جو حرزمیہ اور تاریخی کہانیوں سے بھرپور ہے بلکہ شاہنامہ ایران اور ایرانیوں کی پہچان اور شناخت ہے، فردوسی کی اس عظیم تصنیف کا تعلق نہ صرف سرزمین ایران سے ہے بلکہ دنیائے عالم سے ہے۔ شاہنامہ ایک ایسا وسیع سمندر ہے کہ جو اس میں غوطہ لگائے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹے گا۔ حب الوطنی، سچی محبت، انصاف کی تعریف، ظلم کی مذمت، شجاعت و قربانی، ظلم و جبر کے خلاف مزاحمت اور استقامت، باپ کے فرائض، ماں، شوہر اور بیوی، پند و نصیحت، حکمت اور علم، عظمت و اخلاق اس کے موضوعات ہیں۔ ہر لفظ میں ایک معنی پوشیدہ ہے، یہ کہا جاسکتا ہے کہ "ہر آیت حکمت ہے اور ہر صفحہ ایک کتاب ہے۔ اس کے الفاظ لوہے کی طرح مضبوط اور پانی کی طرح بہتے ہیں۔" <sup>1</sup> شاہنامہ کے قارئین صرف ایران میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں موجود ہیں اور شاہنامہ کی مقبولیت اور پذیرائی اس سے کہیں زیادہ ہے، یورپی اور ایشیائی ادبی دانشوروں نے فردوسی کے انسانی پیغامات اور بلند افکار کو سمجھا اور اسے ایک ابدی ورثہ تسلیم کیا ہے۔ انسانی ثقافت سے بھر پور شاہنامہ۔

اس کی حقیقت اور ادبی اہمیت کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ شاہنامہ کا دنیا کی 30 سے زائد زندہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مختلف ممالک کے مترجمین نے دنیا کی مختلف زندہ زبانوں مثلاً انگریزی، جرمن، فرانسیسی، ترکی، روسی، عربی، اطالوی، ڈینش، لاطینی، سویڈش، پولش، ہنگری، ازبک، سریائی، یوکرینی، آرمینیائی، چیک، جاپانی، جارجیائی، عبرانی، بنگالی، اردو، ہندی، گجراتی، پشتو، سندھی اور دیگر میں فردوسی کے پیغامات، عقائد اور افکار کو اپنے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ "شاہنامہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو صرف ایران کی ملکیت ہو، بلکہ یہ فارسی کی ان چند کتابوں میں سے ایک ہے جو صرف ایران اور ایرانیوں سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ یہ دنیا سے تعلق رکھتی ہے، بنی نوع انسان اسے استعمال کرتی ہے۔" <sup>2</sup> ایک ایسی کتاب جس سے ہر قوم اور ہر فرد مستفید ہو سکے اس لیے ہمیں فردوسی اور شاہنامہ کی قدر و منزلت جانتی چاہیے۔

فردوسی شناسی میں ہزاروں بے مثال کاوشیں ہیں، اگر اس میدان میں کام کرنے والوں کا ذکر کیا جائے تو فہرست طویل ہو جائے گی، لیکن ہم کو شش کریں گے کہ شاہنامہ کے مشہور تراجم پر گفتگو کریں۔ بلاشبہ، "شاہنامہ کا پہلا بڑا ترجمہ مشہور "البنداری یا الشاہنامہ" ہے، جس کا عربی میں ترجمہ قوام الدین فتح بن علی بن محمد بنداری اصفہانی نے 620 ہجری میں دمشق میں کیا <sup>3</sup> اس کے علاوہ دیگر مشہور تراجم علی آفندی نے ترکی میں کئے، فرانسیسی میں "ژول مول کا ترجمہ" اور جرمن میں "شاک کا ترجمہ"۔ تاہم موضوع کی محدودیت کی وجہ سے ہم ان کی تفصیل کو چھوڑ کر خود کو جغرافیائی دائرہ کار تک محدود رکھیں گے۔ برصغیر میں فردوسی کے افکار و نظریات کی پذیرائی کسی بھی ملک میں نہیں ملتی۔ برصغیر کے لوگوں نے نہ صرف فردوسی کے افکار سے متاثر ہو کر قابل قدر نگارشات تخلیق کیں بلکہ ان کے افکار کو عوام تک پہنچانے کے لیے انہوں نے شاہنامہ کے اپنی مادری زبانوں میں تراجم کئے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

تراجم اردو

آٹھویں صدی میں شاہنامہ کی تدوین میں حمد اللہ مستوفی کی کوششوں اور نویں صدی میں شاہنامہ بایسنقری کی کوششوں کے بعد، جدید دور میں شاہنامہ کا پہلا ایڈیشن محدود ایڈیشن کی بنیاد پر کلکتہ میں شائع کیا گیا۔ یہ شاہنامہ اٹھارویں صدی میں لتھوگر آفٹ شکل میں شائع ہوا تاہم شاہنامہ کا پہلا اردو ترجمہ نظر علی کا "سراج التواریخ" ہے۔ اس نے اسے 1065ھ میں حیدرآباد دکن کے شہزادوں نواب سراج الملک کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کا ایک نسخہ سالار جنگ، حیدرآباد دکن کی لائبریری میں رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد لال بھیم چند کے شاہنامہ کا ترجمہ ہے۔ مصنف نے اس کا نام مختلص کے طور پر استعمال کیا۔ یہ ترجمہ 120 ہجری قمری میں پانچ سال بعد شائع ہوا۔<sup>4</sup> اس کے علاوہ برصغیر میں "شاہنامہ دلگشاہی شمشیر خانی" کا اردو زبان میں ایک معروف، منظم اور باقاعدہ ترجمہ موجود ہے۔ "دلگشاہی شمشیر خانی دراصل 1063 ہجری (شاہجہاں کا دور حکومت) میں توکل بیگ کے لکھے گئے شاہنامہ کا خلاصہ ہے جو غزنین کے گورنر شمشیر خان کی درخواست پر لکھا گیا"<sup>5</sup> یہ شاہنامہ کانٹری ترجمہ ہے، لیکن اس کی نثر آمیختہ بہ نظم ہے۔ شمشیر خانی کے نسخے سے براہ راست تین اردو تراجم کیے گئے، جو درج ذیل ہیں:

- 1۔ مول چند منشی کا اردو شاہنامہ جو 1810/1205 ہجری میں لکھا اور اس کا تازہ نئی نام "قصہ خسروان عجم" ہے۔
- 2۔ اردو شاہنامہ مزار امہدی خان مقبول نے 1851/1276 ہجری میں لکھا اس کی ایک کاپی برطانیہ میں انڈیا آفس لائبریری میں دستیاب ہے۔

3۔ سرود سلطانی، یہ ترجمہ رجب علی بیگ سرور نے اودھ کے سلطان واجد شاہ اختر کی فرمائش پر کیا تھا۔ ڈاکٹر طاہرہ پروین کے مطابق: "ان تراجم کا مقصد شمشیر خانی کے بعد پوری شاہنامہ کو اردو زبان میں منتقل کرنا ہے۔ ان تراجم میں مول چند منشی کے ترجمے کا مواد شمشیر خانی کے قریب تر ہے۔"<sup>6</sup>

اس کے علاوہ چند دیگر اردو تراجم، جن میں سید باقر حسین دہلوی (دہلی 1322ھ) کے شاہنامہ کا منظوم ترجمہ، دیوی سنگھ کے شاہنامہ کا منتخب ترجمہ جو ایک نامعلوم مترجم نے نظموں اور تصویروں کے ساتھ کیا۔ یہ لکھنؤ میں 1318 ہجری میں شائع ہوا، تاریخی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔

سرزمین پاکستان میں اسلام کی تابناک تاریخ کے حوالے سے اردو زبان میں ایک گرانقدر شاہنامہ موجود ہے، حفیظ جالندھری کی اس تصنیف کو "شاہنامہ اسلام" کہا جاتا ہے۔ "حفیظ جالندھری نے فردوسی کے شاہنامہ سے متاثر ہو کر اس شاہنامہ کو چار جلدوں میں لکھا جس کی طبابت کئی بار ہوئی۔ شاہنامہ اسلام" سے ایک اقتباس کا فارسی اور ترکی میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اسے محکمہ آبائی ورثہ، اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔ اس کام میں اسلام کی ماضی کی عظمت کا دوبارہ ذکر کرتے ہوئے مصنف نے مسلمانوں کو اس عظمت کو زندہ کرنے کی دعوت دی ہے<sup>7</sup>۔ حفیظ جالندھری اپنے شاہنامہ میں فردوسی کے بارے میں مندرجہ ذیل خوبصورت نظم لکھتے ہیں:

خدا توفیق دے تو میں کروں ایمان کو زندہ	"کیا فردوسی مرحوم نے ایران کو زندہ
تخیل میرا ناقص، ناکمل ہے زبان میری	تقابل کا کیا کروں دعویٰ، یہ طاقت ہے کہاں میری
ابھی اردو میں پیدا وہ روانی ہو نہیں سکتی	زبان پہلوی کی ہمزبانی ہو نہیں سکتی
غلامی نے دبا رکھی ہے میری ہمت عالی" <sup>8</sup>	کہاں ہے اب وہ دور غزنوی کی فارغ البالی

تراجم سندھی

سندھی زبان کے تراجم میں حیدرآباد کے حکمران میر حسن علی خان تالپور کا شاہنامہ شامل ہے (1324ھ) جو میر صوبیدار خان کی فتح نامہ کا سندھی ترجمہ ہے۔ اس کا ایک اقتباس شائع کیا گیا ہے... شاہنامہ مولوی محمد عاقل عقیلی نے فردوسی کے شاہنامہ کے ایک حصہ کے ترجمہ میں جو انہوں نے اپنے مرشد صبغت اللہ راشدی کے حکم سے 1347 ہجری میں سندھی نثر میں لکھا تھا ان لوگوں کے لیے جو فارسی نہیں جانتے ہیں۔ مصنف نے آٹھ جلدیں مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پہلی جلد مکمل کرنے کے بعد وہ انتقال کر گئے۔ اس جلد کا ایک نسخہ سندھی ادبی اکیڈمی کے کتب خانے میں رکھا گیا ہے۔<sup>9</sup> اس کے علاوہ غلام مرتضیٰ شاہ مرتضیٰ ٹھٹھوی (1899ء) کی سندھی زبان میں فردوسی کی چند کہانیوں کا منظوم ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ مقامی سندھی بولنے والوں اور شاعروں نے بھی شاہنامہ کی کچھ کہانیوں کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا اور ان کہانیوں کو عوام کی طرف سے خوب پذیرائی ملی۔

### تراجم بلوچی

چونکہ شاہنامہ خطہ بلوچستان کے اہم ترین تاریخی ماخذوں میں سے ایک ہے، اس لیے بلوچ عوام کا اس کتاب میں دلچسپی لینا فطری امر ہے۔ سید محمد تقی شاہ قندھاری کے نام سے مشہور شاعر، جو پہلے لسبیلہ میں مقیم تھے، پھر سردار نور الدین منگل کے دربار سے وابستہ ہوئے، انہوں نے اپنے مرشد کی اکہتر ساتھیوں کے ہمراہ بے وقت موت کے بارے میں بلوچی زبان میں شاہنامہ کے انداز میں ایک رزمیہ مثنوی لکھی۔ یہ مثنوی "گلشن شہادت" کے عنوان سے لکھی گئی جس میں انہوں نے مخالفین کے ساتھ لڑائی میں اپنے مرشد کی اکہتر ساتھیوں کے ساتھ ناگہانی موت کا ذکر کیا اور جنگی شاعری میں اپنی مہارت کا ثبوت دیا۔<sup>10</sup>

### تراجم پشتو

پشتو زبان مشرق وسطیٰ کی اہم ترین زبانوں میں سے ایک ہے اور اس میں عربی اور فارسی جیسا بھرپور ادب موجود ہے، پشتو شاعروں اور ادیبوں نے نہ صرف فارسی میں شاعری کی بلکہ فارسی تصنیفات کے گرانقدر تراجم میں بھی اہم کردار ادا کیا، جیسا کہ "ہمارے پاس پشتو میں فردوسی کے شاہنامہ کا ترجمہ مولانا محمد رفیق نے کیا ہے، جو پشتو کے ایک دیرینہ شاعر ہیں، اور اس ترجمہ کی صرف ایک نامکمل جلد پشاور پشتو اکیڈمی کی آرکائیو میں دستیاب ہے۔"<sup>11</sup> پشتو زبان کا ایک اور ترجمہ صوبہ خیبر پختونخوا کے نوشہرہ شہر کے رہائشی ملا نعمت کی نظم کا پشتو میں ترجمہ ہے۔ یہ شاعر پشتو زبان میں قصہ گوئی میں اتنا ماہر تھا کہ "اگر ہم اسے فردوسی پشتو کہیں تو غلط نہ ہوگا"<sup>12</sup>۔ ان کی کہانیوں میں سے ایک شاہنامہ ہے جو غالباً شاہنامہ کا خلاصہ ہے۔

حال ہی میں، ڈاکٹر صالح محمد زیری، سابق وزیر صحت اور افغانستان کی چار دہائیوں کی تاریخ کی شخصیات میں سے ایک، نے شاہنامہ کا فصیح پشتو نثر میں ترجمہ "د فردوسی شاہنامہ" کیا۔ صالح محمد زیری کی شاہنامہ میں دو اہم خصوصیات ہیں: فصاحت و بلاغت اور سادگی۔ اصل متن کو ترجمہ کرنے میں زبان اور دیانت داری۔ بلاشبہ جہاں مشکل الفاظ میں زیادہ علم کی ضرورت ہوتی ہے وہاں مختصر و سادگی دی جاتی ہیں۔ ہر کہانی کے باب کے شروع اور آخر میں فردوسی کی شاعری کے کچھ حصوں کو شامل کرنا ایک اور مفید طریقہ ہے۔ ثقافتی لحاظ سے یہ شعوری امتزاج پشتو بولنے والے قاری کو زیادہ حوصلہ افزائی کے ساتھ فارسی سیکھنے اور دونوں زبانوں کو یکساں طور پر استعمال کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

### تراجم کشمیری

خطہ کشمیر بھی ایرانی ثقافت و تہذیب اور فارسی زبان و ادب کا ایک بڑا مرکز رہا ہے۔ اس خطے کے نامور شاعروں اور ادیبوں نے عالمی شہرت حاصل کی۔ "گزشتہ صدی میں، حمید اللہ شاہ آبادی (1264ھ/1818ء) نے اکبر نامہ کے عنوان سے شاہنامہ کے اسلوب پر ایک نظم لکھی، جس کا موضوع انگریزوں کے خلاف تین افغان جنگیں ہیں، اور جن کے ہیر و شہزادہ محمد اکبر، افغانستان کے گورنر دوست محمد خان کے بیٹے ہیں۔ اس مثنوی کا کشمیری شاعری میں ترجمہ فردوسی کشمیر، عبدالوہاب پری (1845-1914) نے کیا۔ اس کے بعد خواجہ ثناء اللہ خراباتی (1224-1297) نے جو جموں شہر میں تیس سال مقیم رہے، وہاں کے حکمران مہاراجہ گلاب سنگھ کے حکم کے مطابق کشمیر کے حکمرانوں کی تاریخ، شاہنامہ کے وزن اور اسلوب میں لکھی" <sup>13</sup>

### تراجم ہندی

شاہنامہ کا ہندی میں پہلا باقاعدہ ترجمہ 1846 میں مال چند کی کوششوں سے کیا گیا جو کہ بعد میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفائی نے اپنی کتاب "حماسہ سراہی در ایران" میں لکھا: "نثر شاہنامہ" ہندوستان کی ایک فارسی کی تصنیف ہے جس نے زردشت پر بات کرتے ہوئے زردشت بہرام بن پڑو کے "زردشت نامہ" کے اشعار بھی استعمال کیے ہیں۔ دو انگریز مستشرقین ہائیڈ اور سروسل نے اس کتاب کے کچھ حصے شائع کیے ہیں۔" <sup>14</sup> مدرسہ امداد العلوم کی لائبریری، ایبٹ آباد، پاکستان میں، شاہنامہ منظوم کا ایک منظومہ (منظوم اور ہندی، فارسی اور اردو رسم الخط میں) موجود ہے جو کہ مول چند شاہجہان آبادی کی ایک نظم ہے۔ جنہوں نے یہ کام 1837ھ میں مکمل کیا۔ وہ اس ترجمے کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

"سرنامہ حمد خدا کی کریم نبی کردگار غفور رحیم

بلندی دھی جسروان بھی سب بخش شاہنشاہان ہی دھی" <sup>15</sup>

اس کے علاوہ، آچاریہ دھر مندر ناتھ نامی شخص نے فردوسی کے شاہنامہ کا سنسکرت شاعری اور ہندی نثر میں 1927 میں ترجمہ کیا۔ ہندی میں دیگر تراجم کانپور، میرٹھ، لکھنؤ اور آگرہ میں بھی شائع ہوئے ہیں، جن کے بارے میں بد قسمتی سے ہمارے پاس زیادہ معلومات نہیں ہیں۔

### تراجم بنگلہ

بنگالی زبان میں شاہنامہ کی اہمیت اور مقبولیت اتنی ہے کہ انیسویں صدی میں برصغیر میں بنگالی زبان میں شاہنامہ کے بارے میں 23 کتابیں لکھی گئیں۔ "فردوسی کے شاہنامہ کا سب سے قدیم ترجمہ "شاہنامہ بزرگ صحیح" کے نام سے مغربی بنگال سے تعلق رکھنے والے محمد خاطر نے کیا تھا۔ یہ منظوم ترجمہ ہے جو فارسی رسم الخط میں لیکن بنگالی زبان میں تھا۔" <sup>16</sup> یہ ترجمہ تین بار چھپا، دوسری بار 1886 اور تیسری مرتبہ 1937 میں کلکتہ میں۔

"مزل حق کا دوسرا بنگالی ترجمہ 1909 اور 1918 میں شائع ہوا، اس کا پہلا حصہ دستیاب ہے جو 29 کیننگ سٹریٹ، کلکتہ (مغربی بنگال) سے شائع ہوا اور دوسرا حصہ مکمل نہیں ہوا۔" <sup>17</sup> مزل حق اور دیگر بنگالی مصنفین جیسے کہ بندہ علی، مرحوم عبدالجلیل اور قاضی ابوالحسین نے بچوں کی کتابیں تصنیف کیں جن کا نام "شاعر شاہنامہ"، "بلبل شاہنامہ" اور داستان شاہنامہ" ہے، جس میں فردوسی کی سوانح عمری اور شاہنامہ کی کہانیوں کا خلاصہ بنگالی زبان میں کیا گیا ہے۔ بنگالی زبان کا ایک اور قابل ذکر اور معتبر ترجمہ "شاہنامہ فردوسی (منظوم)" کہلاتا ہے جس کے مترجم منیر الدین یوسف (1919-1987) تھے، جن کا تعلق بنگلہ دیش کے فارسی اور اردو کے شعراء اور ادباء کے خاندان سے تھا اور اہل فضل و ہنر تھے۔ انہوں نے یہ ترجمہ

1963 میں شروع کیا اور 1981 میں مکمل کیا۔ بقول ڈاکٹر محمد کلیم سہسرامی: ”حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد مترجم کی قدر و اہمیت فارسی اور فردوسی کے شائقین پر اس حد تک آشکار ہوئی کہ آج ان کا شمار بڑے شعراء اور مترجمین میں ہوتا ہے۔“<sup>18</sup>

### تراجم گجراتی

بدقسمتی سے ہمارے پاس گجراتی زبان کے تراجم کے بارے میں جامع معلومات نہیں ہیں۔ کتاب "سرزمین ہند" کے مصنف علی اصغر حکمت، ہندوستان میں ایران کے سابق سفیر، اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: آتش پرست جو ہندوستان میں پارسی کہلاتے ہیں ان کی تعداد ایک لاکھ 20 ہزار کے لگ بھگ ہے، ان میں سے تقریباً نوے ہزار لوگ بمبئی کے نواح میں رہتے ہیں اور ان میں سے چالیس ہزار بمبئی شہر کے مقامی باشندے ہیں۔ جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہوتا ہے، یہ گروہ آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایران کے جنوب (فارس) سے ہندوستان کی طرف ہجرت کر کے آیا تھا تاکہ تاریخ میں ایران کو فتح کرنے والی عرب جارحیت سے محفوظ رہے۔ بارہ صدیوں کے اس عرصے میں وہ گجرات کے مقامی لوگوں کے ساتھ گھل مل گئے اور ان کی زبان کو اپنا لیا لیکن انہوں نے اپنے آبائی مذہب اور رسم و رواج کو برقرار رکھا اور کسی حد تک پہلوی زبان اور اس زبان کے کام اور ادب کو ان کے پاس محفوظ رکھا گیا۔ قدیم ایران کی بہت سی کتابیں جن میں فردوسی کا شاہنامہ بھی شامل ہے، گجراتی میں ترجمہ ہو چکی ہے اور قابل احترام بھی ہے، اگرچہ ہر پارسی شخص کا گجراتی نام ہوتا ہے، لیکن ساتھ ہی اسے ایرانی نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔"<sup>19</sup> فارسی ادبی انسائیکلو پیڈیا جلد 4 میں کئی گجراتی تراجم کے نام درج ہیں، جن میں "شاہنامہ کا ترجمہ مودی ف. م. (بمبئی، 1850ء)، شاہنامہ منسوخ کا ترجمہ م. ک. ش. (بمبئی، 1872ء) اور مودی ج ج کی طرف سے شاہنامہ کا ترجمہ، جو شروع سے منوچہر سلطنت تک ہے جس کے آخر میں اوستا اور دوسرے پہلوی ذرائع کے مطابق بادشاہوں کا ذکر درج ہے۔"<sup>20</sup>

### تراجم پنجابی

خطہ پنجاب ادبی کاموں اور مصنفین سے مالا مال ہے، اس سرزمین میں نہ صرف فارسی کاموں کا پنجابی زبان میں ترجمہ ہوا بلکہ مشہور پنجابی کہانیوں کا بھی فارسی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے فردوسی کے شاہنامہ کا ترجمہ بھی کیا، جیسے کہ فردوسی کے شاہنامہ سے "بہرام شاہ" داستان کا امام بخش سیالکوٹی نے 1279 ہجری میں ترجمہ لکھا۔ "اس کہانی کا پنجابی ترجمہ اس ملک کے لوگوں کو اس قدر پسند آیا کہ وہ اسے پنجاب کی دیہاتی شاموں میں پڑھتے ہیں۔ شاہنامہ کا ایک اور پنجابی ترجمہ جنگنامہ رستم / گلزار کیومرث کے نام سے ہے۔ یہ ترجمہ پنجاب کے شہر سیالکوٹ کے گاؤں بہرام شاہ کے امام مولوی نذر محمد کا ہے۔ اس میں انہوں نے پہلے پیشدادی بادشاہ کیومرث سے ساسانی دور کے آخر تک شاہنامہ کی کہانیوں کا مختصر ترجمہ کیا ہے۔ شاہنامہ کا پنجابی نثری ترجمہ بھی دستیاب ہے جو رنجیت سنگھ گیل اور جنگ سنگھ نے کیا تھا۔ یہ ترجمہ پنجاب گورنمنٹ لیکچوٹ آفس پٹیالہ کی کوششوں سے چار جلدوں میں شائع ہوا ہے۔"<sup>21</sup>

### حاصل بحث

شاہنامہ اور فردوسی کے موضوع پر ہزاروں تحقیقی مضامین اور کتابیں تحریر اور شائع ہونے کے باوجود شاہنامہ پر مزید تحقیق اور تفحص کی ضرورت ہے۔ فردوسی کے تمام افکار کا ترجمہ کرنے میں مترجمین، ادباء اور شعراء کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور فردوسی کے علوم کو پروان چڑھانے میں ان کا بہت بڑا کردار ہے، اس شعبے میں مترجمین کی کاوشیں قابل ستائش ہیں، فردوسی

کے انمول افکار اور شاہنامہ کے چند حصوں کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے انہوں نے منفرد کوشش کی ہے۔ نئی نسل کے مترجمین اب بھی شاہنامہ فردوسی پر کام کر رہے ہیں۔ شاہنامہ فردوسی ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل رزمیہ داستانوں کی مثنوی ہے جس کو مکمل طور پر ابھی تک ترجمہ نہیں کیا جاسکا۔ چونکہ شاہنامہ میں بہادری اور شجاعت کے قصوں کے علاوہ انصاف اور وفاداری کے ساتھ حکمرانی کی خوبیاں اور اخلاقیات، تہذیب بھی بیان کی گئی ہے جن کی موجودہ معاشرے کو اشد ضرورت ہے۔ تحقیق ہذا کی روشنی میں تجویز پیش کی جاتی ہے کہ شاہنامہ فردوسی کے مکمل متن کو پراجیکٹ کی صورت میں ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا جائے اور اس کے منتخب تراجم کو پاکستانی مدرسوں اور کالجوں کے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

پچھلے ہزار سال کے شاعروں میں سے دس کے قریب شعراء نے مختلف حوالوں سے اپنی شہرت کو برقرار رکھا اور لافانی حیثیت حاصل کی، ان میں فردوسی اور اس کا شاہنامہ آسمان ادب پر آج بھی ستاروں میں سورج کی مانند چمکتا ہے۔ فردوسی نہ صرف ایران کے عظیم شاعر بلکہ ایک بزرگ، مفکر، رہنما، ایرانی قوم کے عظیم استاد، فارسی زبان کے بانی، ایران کی آزادی کے وارث اور ایرانی قوم کا فخر بھی ہیں۔ شاہنامہ کی مقبولیت اور عالمی سطح پر پذیرائی نے ہر ایرانی کو قابل فخر بنا دیا ہے، فردوسی نے شاہنامہ کے ذریعے ایران اور ایرانیوں کے تصور کو دنیا کے ادبی دانشوروں میں کیسے قابل قدر بنایا اور فردوسی کے پیغام اور عقائد کو دنیا تک کس کس نے بصورت ترجمہ پہنچایا؟ اس تحقیق کے اہم سوالات ہیں، اس مضمون میں برصغیر میں مختلف زبانوں میں شاہنامہ اور اس کے مشہور تراجم کی مقبولیت اور اہمیت پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔

#### References

- <sup>1</sup> Mohammad Ali Khan Foroughi, *Khulās-e-Shāhnāmāh* (Tehrān: Majlis Publishing House, , 1313AH), 14.
- <sup>2</sup> Habib Yaghmai, *Maqālāt-e-Foroughi* (Tehrān: Publications of the Association of National Artifacts, 1351AH), 134.
- <sup>3</sup> Zabihullah Safa, *Hamāsasari dar Iran* (Tehrān: Amir Kabir Publications, 1352AH), 216.
- <sup>4</sup> Anusha Hasan, *Dānish Nāmāh Adab-e-Fārsī* (Tehrān: Ministry of Culture and Islamic Guidance, 1375AH), 4:1485.
- <sup>5</sup> Aftab Asghar, *Tarikh Navīsī Fārsī dar Hind-o-Pakistan* (Lahore: Publication of Culture Centre ,1364 AH), 384.
- <sup>6</sup> Dāneih, Islamabad, 1379AH, 62-63:94-95.
- <sup>7</sup> Dāneih, Islamabad, 27-28: 144-145
- <sup>8</sup> Hafeez Jālandhari, *Shāhnāmeh Islam* (Lahore: Maktaba Tamīr-e-Insāniyat. N.d), I: 20.
- <sup>9</sup> Anusha Hasan, *Dānish Nāmāh Adab-e-Fārsī* (Tehrān: Ministry of Culture and Islamic Guidance, 1375AH), 4:1485-1486.
- <sup>10</sup> Dāneih, Islamabad, 1387 AH, 93: 69.
- <sup>11</sup> Dāneih, Islamabad, 1379AH, 27-28:143.
- <sup>12</sup> Dāneih, Islamabad, 1379AH, 144.
- <sup>13</sup> Danesh, Islamabad, 1387 AH, 83: 69.
- <sup>14</sup> Safa, *Hamāsasari dar Iran*, 216.
- <sup>15</sup> Mohammad Hossein Tasbihi, (*Islamabad : Iran -Pakistan Research Institute of Persian Studies, 1977*), I: 230.
- <sup>16</sup> Anusha Hasan, *Dānish Nāmāh Adab-e-Fārsī*, 4:1485.
- <sup>17</sup> Danesh, Islamabad, 1373AH, 38-39: 12.

<sup>18</sup> Danesh, Islamabad, 1373AH, 38-39: 15.

<sup>19</sup> Ali Asghar Hikmat,, Sar Zameen Hind (Tehrān: Publications of University of Tehran,1337AH),222.

<sup>20</sup> Anusha Hasan, Dānish Nāmah Adab-e-Fārsī, 4:1485-1486.

<sup>21</sup> Anusha Hasan, Dānish Nāmah Adab-e-Fārsī, 4:1485-1486.